Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۰/۷۵ ہفتہ ۱۰۔ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ ، ۲۹۔ فتح ۱۳۶۹ ہش ، ۲۹۔ دسمبر ۱۹۹۰ء نمبر ۲۴۴

اُمید کا پیغام

"جب تک کوئی انسان اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہا ہے اور ساتھ ٹیڑھا بھی ہے، اور یہ دونوں چیزیں تکبّر میں اکٹھی چلتی ہیں، اس وقت تک اس کیلئے کوئی نجات نہیں۔ لیکن یہ فرمایا کہ یہ ممکن ہے کہ تمہارے تکبّر دُور ہو جائیں۔ یہ ممکن ہے کہ تمہاری کجیاں درست ہو جائیں اور تم سیدھے ہو جاؤ۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خوب یاد رکھو کہ امیری کیا ہے؟ امیری ایک زہر کھانا ہے۔ اس کے اثر سے وہی بچ سکتا ہے جو شفقت علیٰ خلق اللہ کے تریاق کو استعمال کرے اور تکبّر نہ کرے لیکن اگر وہ اس کی شیخی اور گھمنڈ میں آتا ہے تو نتیجہ ہلاکت ہے۔ ایک پیاسا ہو اور ساتھ کنواں بھی ہو لیکن کمزور ہو اور غریب ہو اور پاس ایک متموّل انسان ہو تو وہ محض اس خیال سے کہ اس کو پانی پلانے سے میری عزت جاتی رہے گی اس نیکی سے محروم رہ جائے گا۔ اس نخوت کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ نیکی سے محروم رہا اور خدا تعالےٰ کے غضب کے نیچے آیا۔ پھر اس سے کیا فائدہ پہنچا۔ یہ زہر ہوا یا کیا؟ وہ نادان ہے سمجھتا نہیں کہ اس نے زہر کھائی ہے۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ اس نے اپنا اثر کر لیا ہے اور وہ ہلاک کر دے گی۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صـ۱۰۳)

"یہ بالکل سچی بات ہے کہ بہت سی سعادت غرباء کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے انہیں امیروں کی امیری اور تموّل پر رشک نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ انہیں وہ دولت ملی ہے۔ جو ان کے پاس نہیں۔ ایک غریب آدمی بے جا ظلم، تکبّر، خود پسندی، دوسروں کو ایذا پہنچانے اتلاف حقوق وغیرہ بہت سی بُرائیوں سے مُفت میں بچ جائے گا۔ کیونکہ وہ جھوٹی شیخی اور خود پسندی جو ان باتوں پر اسے مجبور کرتی ہے، اس میں نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مأمور اور مرسل آتا ہے تو سب سے پہلے اس کی جماعت میں غرباء داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان میں تکبّر نہیں ہوتا۔ دولتمندوں کو یہی خیال اور فکر رہتا ہے کہ اگر ہم اس کے خادم ہو گئے تو لوگ کہیں گے اتنا بڑا آدمی ہو کر فلاں شخص کا مُرید ہو گیا ہے اور اگر ہو بھی جاوے تب بھی وہ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صـ۱۰۳)

رُوحانی ترقیات کیلئے قبض و بسط ضروری ہیں

ارشادات سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو)

"انسانی اعمال ہمیشہ ہی گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اور قبض و بسط انسان کا ایک خاصہ ہے۔ یہی سلسلہ انسان کے لئے کبھی روحانی ترقیات کا موجب بن جاتا ہے اور کبھی روحانی تباہی کا موجب بن جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ ایک صحابیؓ حاضر ہوئے اور رو پڑے اور کہا یا رسول اللہ میں تو منافق ہوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو مومن ہو، تم اپنے آپ کو منافق کیوں سمجھتے ہو۔ اس صحابی نے کہا یا رسول اللہ مَیں جب تک آپ کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہوں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے دوزخ اور جنت میرے سامنے آگئے ہیں۔ اور خشیت کا نزول ہوتا ہے۔ لیکن جب مَیں اپنے گھر جاتا ہوں وہ حالت قائم نہیں رہتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مَیں مومن نہیں بلکہ منافق ہوں۔ کیونکہ جب مَیں آپ کی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو میری ویسی حالت ہو جاتی ہے کہ خدا تعالےٰ اور جنت دوزخ مجھے اپنے سامنے نظر آتے ہیں۔ لیکن مجلس سے علیحدہ ہونے پر یہ حالت نہیں رہتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی تو خالص ایمان ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر انسان ایک حالت پر رہے تو وہ مر نہ جائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۱۹۴۵ء)

خدام توجہ فرمائیں

۱۔ ماہ جنوری ۹۱ء میں خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتاب "تحفہ قیصریہ" مقرر ہے۔ توجہ کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں۔

۲۔ پہلے سہ ماہی مقابلہ مضمون نویسی بعنوان "امانت" کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ جنوری ۹۱ء ہے۔

۳۔ سالانہ مقالہ نویسی کا عنوان "سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حقوق العباد کی روشنی میں" ہے۔ جس کی آخری تاریخ ۱۶ اگست ۹۱ء ہے۔ جو خدام اس میں حصہ لینے کے خواہش مند ہوں وہ مہتمم تعلیم سے رابطہ قائم کریں۔

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ

قابل اور مُستند اساتذہ کی فوری ضرورت

جماعت احمدیہ کے ایسے بی اے، بی ایس سی۔ بی ایڈ یا کوئی اور تعلیمی ٹریننگ کی ڈگری یا ڈپلومہ رکھنے والے نوجوان یا ریٹائرڈ افراد (مرد و خواتین) جو نرسری سکولوں میں بچوں کی تعلیم و تدریس کی قابلیت یا تجربہ رکھتے ہوں نیز خدمت سلسلہ کا ولولہ اور شوق بھی رکھتے ہوں حسب ذیل کوائف کے ساتھ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو فوری طور پر مطلع فرمادیں۔ جن کو خدمت کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ انہیں ان کی تعلیمی اسناد اور قابلیت کے مطابق مشاہرہ دیا جائے گا۔ رہائش کا انتظام ان کا اپنا ہوگا۔ انٹرویو کے لئے اپنے خرچ پر آنا ہوگا۔ حسب ذیل کوائف بھجوانے ضروری ہیں:۔

۱۔ نام

۲۔ ولدیت

۳۔ پورا پتہ

۴۔ تمام تعلیمی اسناد سرٹیفکیٹ یا ڈپلومازکی فوٹوسٹیٹ نقول بالخصوص میٹرک کی سند کی نقل۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹ - فتح ۱۳۶۹ ہش
۲۹ - دسمبر ۱۹۹۰ء

جلسہ سالانہ کی برکات

مرکزی جلسہ سالانہ جو تقریباً سَو سال سے احمدیہ جماعت منعقد کر رہی ہے۔ اگرچہ اب چند سالوں سے یہ جلسہ منعقد نہیں ہو رہا ہماری زندگی کا ایک اہم جزو بن گیا ہے۔ سال بھر اس بات کا انتظار رہتا ہے کہ کب جلسہ کے روح پرور دن آئیں گے اور کب جماعت کا ایک کثیر حصّہ مرکز میں جمع ہو کر روح پرور باتیں سُنیں گے۔ دعائیں کریں گے۔ ایک دوسرے سے مل کر محبت کے بندھن مضبوط سے مضبوط تر کریں گے۔ اگرچہ دن سردی کے ہوتے ہیں لیکن جس طرح والدین اپنے ٹھٹھرتے ہوئے بچوں کو بھی ساتھ لا کر ہر طرح کی مشکلات میں سے گذرتے ہوئے اور ہر راحت سے منہ موڑتے ہوئے اس جلسہ کی برکات سے متمتع ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی مثال ملنا محال ہے۔

اب کچھ عرصہ سے اس جلسہ کے انعقاد کا موقع نہیں مل رہا لیکن ہم خوب جانتے ہیں اور اس کی اہمیّت کو پہچانتے ہیں کہ یہ ایّام برکت کے ایام ہیں اور ہم جہاں بھی ہوں اور جس حال میں بھی ہوں ان برکتوں سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان احباب کیلئے بھی جو جلسہ میں شریک نہ ہو سکیں۔ بے بہا دعائیں کی ہیں۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ جو دعائیں جلسہ میں شریک احباب کے لئے کی ہیں وہی دوسروں کے لئے جو نہ آ سکیں کی ہیں۔

پس اگر ہم جلسہ کے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھیں۔ اور وہی کچھ کریں جو جلسہ میں ہمیں کرنا چاہیئے تو یقیناً جلسہ منعقد نہ ہونے کے باوجود ہم اللہ تعالےٰ کے ان افضال کے وارث ہو سکیں گے جو جلسہ کے انعقاد کی صورت میں ہمیں حاصل ہوتے۔ گذشتہ روز محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد نے اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ ان باتوں کو پیش نظر رکھنا ہم سب کے لئے ہر طرح مفید ثابت ہو گا۔ آیئے ہم ان باتوں پر غور کریں اور ان پر عمل کریں۔

گفتگو بھی شستہ و شائستہ ہو
اور ہو کردار بھی وجہ شرف
ہو جبیں پر نیک نامی کا نشاں
ہر سعادت مند ہو اپنی طرف

الو الاقبال

نہ زندہ باد کرو اور نہ مُردہ باد کرو
جو اپنے اپنے فرائض ہیں ان کو یاد کرو

اگر جہاد کے قابل بنانا ہے خود کو
تو پہلے اپنے ہی شیطان سے جہاد کرو

مری بھی بات سُنو، اب ہے دَورِ جمہوری
اگر پسند نہ ہو عدمِ اعتماد کرو

جُھکائے نظریں کھڑے ہو چلو معاف کیا
مَیں انتقام نہ لوں گا نہ جُرم یاد کرو

بدلنا چاہو اگر اِس نظام کو لوگو
تو ووٹ ڈالو مگر یُوں نہ تم فساد کرو

یہ روٹی کپڑا مکان تو پُرانے ہیں منشور
دلوں کو جیتو قمرؔ خدمتِ عباد کرو

ڈاکٹر حنیف احمد قمرؔ

وقفِ جدید

وقف جدید کا سال چونکہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ یہ تسلی فرمالیں کہ وقف جدید کی ہر مَد میں آپ کا چندہ گزشتہ سال سے نمایاں طور پر زیادہ ہو جو دوست وعدہ وقف جدید نہیں کر سکے تھے۔ ان سے بھی چندہ لے کر انہیں اس تحریک کی برکتوں میں شامل کیا جائے۔

آپ کی جماعت کے جملہ افراد بڑے چھوٹے۔ مَرد عورتیں تمام کے تمام وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں اور ان کے چندے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعت کے مطابق ہوں کم نہ ہوں۔

بالغان میں معاونینِ خصوصی کی تعداد بڑھائی جائے۔ (صفِ اوّل: -/۱۰۰۰ روپے یا اس سے زائد۔ صفِ دوم: -/۵۰۰ روپے سے -/۱۰۰۰ تک)

تمام بچوں اور بچیوں کو وقفِ جدید کے دفتر اطفال میں شامل کیا جائے اور جن بچوں اور بچیوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا کرے وہ ایک سَو یا اس سے زائد ادا کر کے ننھے مجاہدین اور ننھی مجاہدات بنیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ سیّدنا حضرت فضل عمر

(اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

اخلاقِ فاضلہ وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات اور اس کے افعال کی نقل کر کے حاصل کئے جائیں۔ اور اخلاقِ سیئہ وہ ہیں جو اسے خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے سے دور لے جائیں۔ کیونکہ اصل منبع اور مبداء خدا ہے۔ اور انسان درحقیقت اس کی ایک تصویر ہے۔ پس جتنا زیادہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی صفات کی نقل کرے گا۔ اتنا ہی زیادہ اس کے اندر اخلاق فاضلہ آتے چلے جائیں گے۔ اور جتنا زیادہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی صفات سے دور رہے گا۔ اتنا ہی زیادہ وہ اخلاقِ فاضلہ سے بھی دور ہوتا چلا جائے گا۔ یہی حکمت ہے جسکی بنا پر دینِ حق نے صفاتِ الٰہیہ پر خاص طور پر زور دیا ہے۔ اور بار بار ان کا ذکر فرمایا ہے۔ تاکہ اگر ایک طرف یہ صفات ایک طرف اسکے وجود کا ثبوت ہوں تو دوسری طرف انسان ان کا مظہر بن کر ایک خدا نما وجود بن جائے۔ جس کے اندر حُسن ہی حُسن ہو اور کوئی عیب اور نقص اس میں دکھائی نہ دے۔ سورۃ الشعراء کی ابتداء بھی اللہ تعالیٰ کی تین صفات کے ذکر سے کی گئی ہے۔ جن میں سے پہلی صفت جس کی طرف اس سورۃ میں توجہ دلائی گئی ہے۔ صفت "لطیف" ہے۔ یعنی "لطیف" کے معنوں پر بحث کرتے ہوئے لغت میں لکھا ہے کہ اسکے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے جب لطیف کا لفظ استعمال ہو تو اسکے دو معنے ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ لوگوں کی خبرگیری کرنے والا اور محبت اور احسان کے ساتھ ان کو نفع پہنچانے والا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ وہ اپنی مخلوق کی مخفی سے مخفی باتوں کو جاننے والا اور ان کی تمام حاجات اور ضروریات کا علم رکھنے والا۔ ان معنوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے اگر نظامِ عالم پر نگاہ دوڑائی جائے۔ تو ہمیں یہ دونوں باتیں اپنے پورے کمال کے ساتھ دنیا میں دکھائی دیتی ہیں۔ اور اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واقعہ میں ایک لطیف ہستی ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کو فائدہ پہنچانے اور اسکی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے۔ اس قسم کی نعمتوں سے اسے نوازا ہے۔ اور اس کی بقا کے لئے اتنے بڑے سامان پیدا کئے ہیں کہ کوئی شخص اگر ساری عمر بھی ان نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہے۔ تب بھی وہ پوری طرح شکر ادا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ دیکھ لو اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ آسمان پر لاکھوں میل دور سورج اور چاند اور ستارے اس کے بندوں کے لئے رات دن اپنے کام میں مشغول ہیں۔ اور زمین الگ اپنے کام میں مصروف ہے۔ انسان تھوڑا سا بیج ڈال کر اپنے گھر چلا آتا ہے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اس چند سیر بیج کے بدلے ہزاروں من غلہ وہ اپنے گھر لے جاتا ہے۔ وہ اپنے گھر میں آرام سے سو رہا ہوتا ہے۔ اور زمین اسکے کام میں مصروف ہوتی ہے اور اسکے لئے غلہ اُگا رہی ہوتی ہے۔ سبزی اُگا رہی ہوتی ہے اور انواع واقسام کے پھل اور پھول پیدا کر رہی ہوتی ہے یہ سویا ہوا اٹھ کر آتا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق اگا اگایا اور پکا پکایا ہوا پھل لے کر چلا جاتا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم پر نگاہ ڈالو کان ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر یہ بھی خدا کی عطا ہے۔ ہوا کی لہریں جن کے ذریعہ سے ان میں آواز پہنچتی ہے وہ بھی خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ گلے کے پردے جن سے آواز نکلتی ہے وہ بھی خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ایک اچھا گویا انہی پردوں کے ذریعے سے گاتا ہے جو خدا نے دئیے ہیں۔ مگر لوگ کہتے ہیں فلاں گویا کتنا اچھا گاتا ہے یا لوگ کہتے ہیں فلاں شخص کا حافظہ کتنا تیز ہے۔ مگر اسکے حافظے والی جگہ یعنی دماغ بھی خدا نے بنایا ہے۔ دماغ کے اندر جو سیلز ہوتے ہیں وہ بھی خدا نے بنائے ہیں اسی طرح انسان نماز پڑھتا ہے تو زبان جس سے وہ الفاظ ادا کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ جس مقام پر وہ ان الفاظ کو محفوظ رکھتا ہے۔ یعنی دماغ وہ بھی خدا نے بنایا ہے۔ وہ رکوع کرتا ہے۔ یا سجدہ کرتا ہے یا قیام کرتا ہے تو اس کیلئے وہ جتنی قوتوں سے کام لیتا ہے وہ سب کی سب خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہوتی ہے۔ انسان کا ان کی پیدائش میں کوئی ہاتھ نہیں ہوتا (..........) پھر انسان روزہ رکھتا ہے۔ تو اسمیں بھی اس کا کیا ہے۔ اگر خدا نے اسکے اندر اتنی طاقت نہ رکھی ہوتی کہ وہ دس بارہ یا پندرہ گھنٹے بھوکا رہ سکے۔ تو وہ کس طرح روزہ رکھ سکتا تھا۔ پس اگر وہ روزہ رکھتا ہے تو وہ بھی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں کے نتیجے میں ہی رکھتا ہے۔ اپنے زور اور بل پر نہیں رکھتا۔ یا مثلاً ایک لوہار اپنے پیشے سے شہرت حاصل کرتا ہے تو وہ اپنے پیشہ میں جس قدر چیزیں استعمال کرتا ہے۔ سب خدا تعالےٰ کی ہی عطا ہوتی ہیں۔ لوہے کو خدا نے پہلے پیدا کیا ہوا ہے۔ کوئلہ اس نے پہلے سے پیدا کر رکھا ہے آگ جس پر وہ لوہے کو گرم کرتا ہے خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے۔ اعصاب جن سے وہ کام لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں۔ غرض جتنی چیزوں سے وہ کام لیتا ہے سب خدا تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس کا انہیں صرف ارادہ ہی ہوتا ہے۔ اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اتنے بڑے انعامات کے باوجود کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اور اس وقت وہ ایسا ناشکرا بن جاتا ہے۔ کہ اسے کوئی بھی نعمت دکھائی نہیں دیتی۔ کوئی بھی فضل نظر نہیں آتا۔ کسی رحمت سے بھی اسکے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ٭

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"خدا خوش ہو تو سب خوش ہو جاتے ہیں۔ خدا کا راضی کرنا مقدم ہے"

شذرات ــــ نون۔ سین

سگریٹ پر پابندی

سگریٹ بھی یورپی ممالک نے بنائے اور اچھی سے اچھی شراب بھی انہیں نے تیار کی اور دنیا کے ایک بہت بڑے حصّے کو غلط راہ پر لگا دیا۔ جہاں تک سگریٹ کا تعلق ہے یہ تو دنیا بھر میں ایک فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے اور سگریٹ بنانے والی کمپنیوں نے کروڑوں اربوں ڈالر کمائے لیکن اب ایک حصّہ ان لوگوں کا ہے جو سگریٹ نوشی کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور اب ان لوگوں کی جو سگریٹ بناتے ہیں اور اس سے اربوں روپیہ کماتے ہیں دونوں طرف سے جنگ جاری ہے جو سگریٹ نہ پینے کے حق میں ہیں وہ دلیل پر دلیل لا رہے ہیں کہ یہ صحت کے لیئے نقصان دہ ہے۔ اور جو سگریٹ بناتے ہیں انہوں نے بھی کروڑوں روپے خرچ کر کے ایسے ڈاکٹر صاحبان کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں جو دنیا کو یہ باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں کہ بیماریاں تو آتی ہی رہتی ہیں ان میں سگریٹ کا کتنا حصّہ ہے یہ تو پہلے سوچ لینا چاہئیے اور کہ سگریٹ کا حصّہ واقعی بہت کم ہے لیکن بہرحال اب دنیا اس بات کی طرف آہستہ آہستہ آ رہی ہے کہ تمباکو نوشی کا خاتمہ کیا جائے۔ پہلے تو مختلف پبلک جگہوں پر تمباکو کو پینے والوں اور تمباکو کو نہ پینے والوں کو الگ کر دیا گیا ہے جہازوں میں بھی سیٹیں الگ الگ ہو گئی ہیں اور حکومتوں کے ذریعے بھی یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ تمباکو کے اشتہارات یا تو بالکل ختم کئے جائیں یا انکے ساتھ یہ لکھا جائے کہ یہ چیز مُضر صحت ہے۔

فرانس کے وزیر صحت ایک عرصے سے اس مہم میں جُتے ہوئے ہیں اور اب انہیں اس رنگ میں کامیابی ہوتی نظر آ رہی ہے کہ حکومت تمباکو نوشی کے اشتہارات پر پابندی لگانے کا سوچ رہی ہے۔ اگر وہاں کی سینٹ یہ فیصلہ کر لے کہ تمباکو نوشی کے اشتہارات پر پابندی لگنی چاہیئے تو انکے دستور کے مطابق یہ قانون جنوری ۱۹۹۳ء میں لاگو ہو سکے گا۔ جہاں تک فرانس کی نیشنل اسمبلی کا تعلق ہے وہاں تو ۳۲۱ ووٹ ایک طرف تھے اور ۲۳۴ دوسری طرف۔ وزیر صحت نے اپنے ساتھ پانچ ڈاکٹروں کو ملا کر یہ مہم جاری کر رکھی ہے

باقی صـ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ن۔س)

سیّد ضمیر جعفری کہتے ہیں

محترم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کی کتاب آتشِ نو بہار کا تعارف ہم تو کرا چکے ہیں اب دیکھتے ہیں کہ سید ضمیر جعفری کیا کہتے ہیں۔ دیباچے کے طور پر ضمیر جعفری صاحب نے شخص و شاعر کا عنوان دے کر یہ لکھا پوچھا۔ "ڈاکٹر صاحب یہ بیماری آپ کو گھر سے لگی یا اُڑ کر لگی" بولے "میں کچھ نہیں کہہ سکتا بیماری کے تھوڑے سے جراثیم شاید گھر میں بھی تھے" یہ کہہ کر وہ ایک الماری سے مطلّا کاغذ میں لپٹی ہوئی ایک ضخیم رجسٹر نما مجلّد کتاب اٹھا لائے۔ یہ فارسی اشعار سے لبریز ایک قلمی مخطوطہ تھا اشعار منتخب، تابدار کتابت روشن اور جمیل فن خوش نویسی کا اعلیٰ نمونہ لفظ موتیوں کی طرح ٹکے ہوئے ایک ایک سطر دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہوئی یہ مخزنِ اشعار کفِ دستِ اہلِ کرم کی طرح کشادہ ۵۲۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے سرسری نظر دیکھنے پر اندازہ ہوا کہ ہر صفحے پر اوسطاً ۲۰ اشعار، شعراء کے ناموں سمیت مرقوم ہیں۔ خصوصی التزام یہ ہے کہ اشعار مختلف عنوانات کے تحت مرتّب کئے گئے ہیں۔ موضوعات خارجی مشاہدات سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور داخلی محسوسات سے بھی دنیا سے جوڑنے والے بھی دنیا سے موڑنے والے بھی۔ شعر خواہ حافظ سعدی، صائب، خسرو، یا ظہوری و قتیل کا ہو یا جوہر سنگھ جوہر، لچھی رام سرور نرائن داس ضمیر، منشی مادھو رام، لالہ جوت پرکاش یا وزارت خاں عالی کا اپنی جگہ پر ایک ستارۂ فن، ایک گہوارۂ معنی، حاشیئے پر جا بجا ایک مہرِ محبت بایں الفاظ ثبت تھے۔ "بپاسِ خاطر" عزیزم شیخ محمود الحسن" ہم اس وقت انہی "محمود الحسن" سے جو آج پاکستان کے نامور سرجن میجر جنرل ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی شاعری کے پس منظر میں ان کی اپنی دبی چنگاریاں سلگ رہے تھے۔ ع قلمی مخطوطے کا اختتام فارسی زبان کے اس لازوال اور شہرہ آفاق مصرعے پر کیا گیا ہے۔

زدی، کشتی، شکستی، سوختی، انداختی

رفتی اس مصرعے کی "رفتی" پر انگلی رکھتے ہوئے جنرل صاحب بولے "یہ قلمی نسخہ میرے دادا جان جناب شیخ فضل الٰہی کی یادگار ہے۔ وہ ایمن آباد کے ایک ممتاز تاجر تھے۔ ان کا انتقال ۱۹۴۶ء میں تقریباً ۸۰ برس کی عمر میں ہوا۔ یہ خرمن انہوں نے دانہ دانہ جمع کیا تھا۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۴۶ تک روز و شب اسکی کتابت میں مشغول رہے کتابت کے دوران جب کبھی میں بابا کے ہاتھ آجاتا تو مجھے ضرور اپنے سامنے بٹھا لیتے۔ طفلی کے سن میں ہمیں یہ تو کیا معلوم ہوتا کہ دادا جان کیا لکھ رہے ہیں اور اتنا کیوں لکھتے ہیں کہ جب سے یہ رجسٹر کھلا ہے دکان بند ہوتی جا رہی تھی۔ مگر ان کے انہماک و استغراق کو دیکھ کر دل و دماغ پر اس عمل کی عظمت کا طلسم چھایا رہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاعری کے ضمن میں مجھے شائد کچھ فیضان ادھر سے بھی ملا ہے" میں نے عرض کیا "شائد" نہیں "یقیناً" اور "کچھ" نہیں "بہت کچھ"۔ میں تو اس مخطوطے کو آپ کی شاعری کا تربیلا ڈیم سمجھتا ہوں سیف و قلم کی ہمدمی تعجب انگیز نہیں فارسی کے ایک قدیم شاعر تو اپنا تخلص ہی فوجی کرتے تھے۔ جن کے مندرجہ ذیل اشعار سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کس پایہ کے شاعر تھے۔

موج آب گہر از تاج شہاں می گذرد
قطرہ در مرتبۂ خویش کم از دریا نیست

از حباب آموز ہمت را کہ باصد احتیاج
خالی از دریا بروں آرد سبوئے خویش را

خود عساکرِ پاکستان کی صفوں سے صفِ اوّل کے کتنے ادیب و شاعر ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ میں یہاں عسکری ادیبوں کی "آدمی لسٹ" مرتب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا کہ یہ کالم بہت طویل ہو جائے گا۔ کہنا یہ ہے کہ چراغاں کا یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا اور "آتشِ نو بہار" اسی سلسلے کی ایک تازہ کڑی ہے۔ اسکے باوجود جب میجر جنرل محمود الحسن کی شاعری کی خبر ہم تک پہنچی تو ہمیں گو نہ حیرت ہوئی اسکی وجہ یہ نہ تھی کہ ان کی وجہ شہرت سرجری تھی شاعری نہ تھی (سرجری اور شاعری میں ایک رشتہ سوزن کاری مشترک بھی ہے) حیرت کا باعث ان کا شاعر ہونا نہیں تھا۔ بلکہ ان کے اندر شاعر کا زندہ رہنا تھا عساکرِ پاکستان کے اپنے ہفت روزہ "ہلال" میں کبھی کبھی محمود الحسن نام کے ایک شاعر کا کلام بھی نظر سے گزرا کرتا تھا۔ میجر کرنل بریگیڈیر محمود الحسن سچی بات تو یہ ہے کہ نہ کبھی اس امر کی تصدیق چاہی کہ یہ صاحب کون ہیں اور نہ از خود کبھی ذہن سرجن محمود الحسن صاحب کی طرف گیا۔ یہی خیال کیا کہ جس معروف سرجن کے ہاتھ سے نشتر چھوٹنے نہیں پاتا وہ شعر لکھنے کے لئے قلم کس وقت تھامتا ہو گا۔ ہم نے اُن کو جب بھی دیکھا وہ مریضوں کو دیکھ رہے ہوتے یا مریض ان کو دیکھ رہے ہوتے ڈاکٹری کے فن میں ان کی ڈگریاں اور امتیازات بھی ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ چوڑے کاغذ پر گنجان حرفوں میں بھی لکھو تو ۲ سطریں لبالب بھر جاتی ہیں۔ ان کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ اب تک ان کی عمرِ عزیز کا جتنا عرصہ "آپریشن روم" کے اندر بسر ہوا ہے اتنا باہر نہیں گزرا۔ کچھ عرصہ سے ہم خود انکو یعنی ان کی مصروفیات کو قریب سے دیکھ رہے ہیں تندرست ملاقاتیوں کو وُہ رات کے دس بجے تک ہاتھ نہیں آتے۔ ہاتھ آ بھی جائیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ سے باتیں بھی کر رہے ہیں اور ہسپتال کا راؤنڈ ROUND بھی لگا رہے ہیں۔ رات بھی ان کی اپنی نہیں دروازے کی گھنٹی ---- ٹیلی فون کی گھنٹی۔ خود اپنے دل کی گھنٹی؟ اتنا مصروف آدمی کہ ایک فارسی محاورے کے مطابق جہد زسر بر کرا فتادہ والا مضمون ہو۔ بھلا شعر کس وقت کہے گا مگر معلوم ہوا کہ وُہ شاعر پہلے اور سرجن بعد میں ہیں۔ تاریخی ترتیب کے لحاظ سے ان کا شوق انکے ڈاکٹر سے کہیں "سینئر" SENIOR ہے شاعر نے پہلا شعر ساتویں جماعت میں کہا۔ ڈاکٹر نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا امتحان ۱۹۴۷ء میں پاس کیا۔ ان سے مل کر اس حقیقت پر بھی ایمان تازہ ہو گیا کہ شاعر واقعی پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض حالتوں میں یہ سچی لگن محمود الحسن بن جاتی ہے ملک کے اس ممتاز سرجن نے نہ جانے جسم انسانی کے کیسے کیسے غدود کتنی مقدار میں نکال کر ہسپتال کی بالٹیوں میں ڈھیر کر دیئے ہوں گے مگر ان سے نہیں نکل سکا تو خود اپنے اندر کا شاعر چنانچہ آج ہم "آتش نو بہار" کی صورت میں دیکھ رہے ہیں کہ بقولِ صائب۔

بوئے گل می آید از چاکِ گریبانِ بہار

ذوق شعر و ادب سے ان کی لگن کی روداد اُنکے گھر والوں سے سننا چاہئیے۔ ڈاکٹری کی کتابیں الماریوں میں چنی ہوئی ہیں "سرجری" میز پر شاعری چارپائی پر۔ زادِ سفر صندوق میں رکھتے ہیں تو دیوانِ غالب سب سے پہلے رکھا جاتا ہے رات کو سونے سے پہلے جب تک کسی خطرناک مریض کی نبض اور کسی خوبصورت کتاب کے چند صفحات نہیں دیکھ لیتے ان کو نیند نہیں آتی۔ ایک مرتبہ شہر میں ایک عظیم الشان مشاعرے کا غلغلہ بلند ہوا تو آپ نے سامع کے طور پر اس میں شرکت کا قصد کیا۔ بدقسمتی سے اسی روز بیگم صاحبہ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ بخار ۱۰۴ درجے سے اوپر چھلک رہا تھا مشاعرے کا وقت جوں جوں قریب آ رہا تھا۔ ان کی بے تابی بڑھتی جا رہی تھی نہ رہا گیا تو بیگم کو ضروری دوا اور ہدایات دینے کے بعد کہا "آپ کی خدمت کے مواقع تو پھر بھی ملتے رہیں گے۔ مگر اتنا بڑا مشاعرہ روز روز میسّر نہیں آتا۔ سو اگر اجازت ہو تو مشاعرے سے ہو آؤں"۔ اور اس حوصلہ مند خاتون نے اجازت دے دی۔ ایک اور مشاعرے کی روداد انہوں نے ہمیں خود سنائی۔ میں ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ شعر جوڑنے لگ گیا تھا جالندھر میں مشاعرے ہوتے رہتے تھے۔ ایک مشاعرے کی بھنک ہمارے کان پڑی تو ہم بھی ایک غزل جیب میں ڈال کر جا پہنچے مشاعرے کے آغاز کا وقت ۹ بجے شب تھا ہم سرِ شام ہی سٹیج کی پٹی سے لگ کر بیٹھ گئے رفتہ رفتہ سامعین آنے لگے نشست فرشی تھی۔ جو شخص آتا وُہ یہ کہہ کر کہ "یہاں بچوں کا کیا کام" مجھے پیچھے دھکیل کر آگے بیٹھ جاتا مجھے یہ کہنے کا حوصلہ نہ ہوا کہ میں تو شاعر ہوں۔ میری جیب میں غزل پڑی ہے ادھر شوق محفل سے اُٹھنے بھی نہ دیتا۔ مشاعرہ ختم ہوا تو میں پیچھے ہٹتا ہٹتا سامعین کے جوتوں پر بیٹھا ہوا تھا" ہم جب ان کو جاننے لگے تو ایک اور انکشاف بھی ہوا۔ رواں صدی کی چوتھی دہائی میں ایک نوجوان شاعر محمود ایمن آبادی کی نظمیں لاہور کے بعض سرکردہ صحائف مثلاً وقار انبالوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے روزنامہ "احسان" اور آغا ئے مرتضیٰ احمد خان میکش کے روزنامہ "شہباز" اور ہفت روزہ جرائد میں سے "خیام" اور "حمایت الاسلام" میں شائع ہوا کرتی ہیں خیام میں تو شبابیات کا رس زبان غنچہ وچشم ستارہ کے عنوان سے چھلکتا تھا۔ اور دوسرے ثقہ اخبارات میں تعمیری کے موضوعات پر فکر آموز اور ولولہ انگیز منظومات دلوں کو گرمایا کرتیں۔

جناب شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی ہمیں یہ احوال بطورِ خاص اس لئے بھی یاد ہے کہ ہم خود اس وقت مشقِ سخن کے اس عجیب مرحلے سے گزر رہے تھے کہ اگر کسی رسالے میں کہیں ہمارا کوئی ایک شعر بھی چھپ جاتا تو طبیعت پر مہینوں ایک خمار نشاط انگیز چھایا رہتا۔ اپنا شعر تو اپنا شعر ہم اخبارات میں دوسرے نوجوان شعرا (تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل) کے اشعار کو بھی گہری تفتیش (دراصل تشویش) سے زیرِ نگاہ رکھتے مبادا ہم سا کوئی دوسرا سامنے آجائے۔ محمود امین آبادی کے تیور خاصے "جارحانہ" تھے ان کی شبابیات پر دل اور "قومیات" پر خون رقص کرنے لگتا۔ مگر پھر جلد ہی وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے یا ہم ہی اپنے مقام پر نہ رہے۔ زندگی کا بیشتر راستہ اونچے اور تنگ پہاڑوں سے گزرتا ہے۔ برسہا برس کے بعد ایک موڑ پر اچانک معلوم ہوا کہ میجر جنرل محمود الحسن وہی محمود امین آبادی ہیں محمود الحسن صاحب سے مل کر یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ شاعر ہوں گے نہ انہیں اپنا شعر سنانے کی فرصت نہ دوسروں کا شعر سننے کے لئے وقت۔ قد و قامت کے لحاظ سے بھی سر سے پاؤں تک فی انچ سپاہی۔ قد آور۔ مضبوط۔ کھردرے وہ اگر اپنے کمبائنڈ ملٹری ہسپتال میں کرتا اور تہمد پہن کر آجائیں (جو وہ گھر میں پہننا پسند کرتے ہیں) تو ناواقف آدمی یہ سمجھے کہ کوئی چوہدری صاحب چوپال سے اٹھ کر شہر میں آ نکلے ہیں۔ عجیب اتفاق ہے کہ فوج کو سب سے زیادہ قد آور اور ورزشی شاعر و ادیب آدمی میڈیکل کور نے مہیا کئے ہیں۔ اردو زبان کے مایہ ناز مزاح نگار ادیب ریٹائرڈ ایڈمرل شفیق الرحمٰن اور میجر جنرل محمود الحسن (شفیق الرحمٰن صاحب روزانہ دو میل دوڑتے اور گرمیوں میں آدھ پون میل تیرتے ہیں۔ ڈنڈ بیٹھک الگ) جنرل محمود الحسن میجر مولانا چراغ حسن حسرت اور کرنل مسعود احمد بھی ۶ فٹ سے نکلتے (بلکہ نکلے ہوئے تھے) مگر چہرہ صاف چغلی کھا دیتا ہے کہ ان کا قد مصنوعی ہے ممتاز مورخ و ادیب۔ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد صاحب نے ۱۹۳۲ء میں جب وہ رنگروٹ تھا جب گلزار احمد خان بی۔ اے تھے ایک میل کی دوڑ کا عالمی ریکارڈ قائم کیا تھا۔ مگر وہ تو بھرتی ہی دوڑنے کے لئے کئے گئے تھے۔ "آتش نو بہار"، کے برگ و ثمر۔ شبنم اور شعلے۔ آپ کے سامنے ہیں۔ انہی لالۂ صحرائی کو آخر گلدستے میں سجا دیا گیا ہے منظومات کے مطالعہ سے اربابِ ذوق خود اندازہ کر لیں گے کہ محمود الحسن کتنا خیال انگیز اور دل آویز شعر کہتے ہیں۔ ان کا اسلوب بیان صاف اور سلیس ہے (عسکری زندگی میں ابہام کا کیا کام) ان کا شعر سادہ ہوتا ہے مگر "سوادلا" (یعنی لذیذ) ہوتا ہے ایسا شعر جو دل سے نکل کر دل پر جا گرتا ہے۔ سلاست کو عموماً سطحیت کا آزار لگ جاتا ہے ڈاکٹر صاحب اس آزار کو اپنے شعر کے قریب نہیں آنے دیتے۔ ان کے اشعار ایک سے زیادہ پرتو اور پرتیں رکھتے ہیں۔ ان کی سلاست بلاغت سے جنم لیتی ہے۔ جیسے کسی کشادہ حویلی کے اندر دالان کے بعد دالان کھلتے چلے جائیں۔ ان کی شاعری کا بنیادی موضوع انسان اور کائنات ہے انسانی زندگی اپنی تمام دھوپ چھاؤں آسودگی اور سنگینی کے ساتھ۔ کلیدِ معرفت در آئینِ ریاکاری پر وہ سامنے سے حملہ کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں عزم و ہمت اور جہدِ پیہم کی مشعلیں جا بجا روشن نظر آتی ہیں درسِ عمل دیتے ہوئے وہ اپنے شعر کے ساتھ ساتھ کوہِ قاف تک پا برہنہ چلے جاتے ہیں فن کے جمالیاتی تقاضوں کا فنکارانہ رکھ رکھاؤ ان کے اسلوب بیان کا خاصہ ہے ان کا شعر چاق و چوبند ہوتا ہے وہ شعر "کا کوئی گیسو کھلا یا ڈھیلا نہیں رہنے دیتے شعر منطقی اعتبار سے بھی پائیدار ہوتا ہے۔ خیمۂ افلاک بے چوب و طناب کھڑا نہیں کر دیتے۔

مکارمِ اخلاق کی روشنی اور حب الوطنی کے جذبے کی چاندنی ان کی شاعری میں ایک چشمے کی طرح بار بار ابلتی ہے۔ فارسی کی چاشنی ان کو فارسی کے اس "تربیلا ڈیم" سے ورثے میں ہے جسکی طرف میں پہلے اشارہ کر چکا ہوں۔ مختصراً میرزا صاحب کے الفاظ میں ان کی شاعری کو مجموعی طور پر موجِ آبِ زندگی یا جوئے تیغِ آفتاب کہا جا سکتا ہے۔ دو چار مثالیں ملاحظہ ہوں

محمود ہم کو دولتِ تسکین مل گئی
جب بے نیاز اندک و بسیار ہو گئے

اتنی سی حکایت ہے بس اربابِ جنوں کی
دنیا میں ہیں، دنیا سے سروکار نہیں ہے

سوچیں تو فاصلہ ہے بہت کوئے یار تک
ہمت اگر کریں تو کوئی فاصلہ نہیں

ہے دعا اہلِ جنوں کی یا رب
عقل بھی سترِ نہاں تک پہنچے

اردو کے صاحبِ طرز اور مقبول شاعر سید عبدالحمید عدم ۱۹۶۴ء میں جب سرجن محمود الحسن کے "آپریشن ٹیبل" پر آکر لیٹے۔ اور شفایاب ہو کر اٹھے تو انہوں نے اظہار سپاس کے طور پر یہ چند قطعات لکھ کر ان کو پیش کئے۔ اور عدم نے کیا سچ کہا:۔

چیر کر اضطراب کے ٹیلے
آبِ شیریں صفات دیتے ہیں
اُف یہ کوثر مزاج سرجن جو
نشتروں سے حیات دیتے ہیں

چوس لیتے ہیں روح کی کلفت
دل کے کانٹے نکال دیتے ہیں
جسم کے روگ منقطع کر کے
جسم میں جان ڈال دیتے ہیں

عدم کے ان اشعار کا دیدہ زیب قلمی طغریٰ آج بھی محمود الحسن صاحب کے گھر میں آویزاں ہے ایسے شخص اور شاعر دونوں کا بول بالا! یہ سطور سید ضمیر جعفری نے ۹۵۹۔ رمنا نمبر ۹ اسلام آباد سے ۱۶ ستمبر ۱۹۸۰ء کو تحریر کیں۔

بقیہ: ص ۳ سے آگے

انہوں نے گذشتہ روز اس بات کا ثبوت پیش کیا کہ شراب اور تمباکو کی وجہ سے فرانس میں ہر سال ایک لاکھ افراد صحت کی خرابی کی وجہ سے قبل از وقت موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں اور ان لوگوں پر انکی صحت کے سلسلے میں ۷۰ ارب فرانکس یعنی ۱۴ ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ اگر یہ قانون منظور ہو گیا تو شراب اور سگریٹ کی اشتہار بازی پر ہر قسم کی پابندی لگ جائے گی۔ اور یہ لوگ کھیلوں کے میچ بھی منعقد نہیں کروا سکیں گے۔ شراب تو چونکہ ان لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے اس لئے قانون اس بات کی اجازت دیگا کہ اخبار اور رسالوں میں اسکے اشتہار چھاپ دیئے جائیں لیکن یہ اخبار اور رسالے بچوں اور نوجوانوں کے ہاتھ میں نہ دیئے جائیں۔ اسی طرح کمرشل ریڈیو سٹیشنز پر بھی ان اشتہارات کی اجازت ہوگی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اشتہار کا وقت ایسا ہو جب نوجوان ریڈیو نہیں سنتے۔ مقصد یہ ہے کہ بوڑھے لوگ اگر ان چیزوں کو استعمال بھی کرتے رہیں تو کم از کم نوجوانوں کو یہ عادت نہ پڑنے دی جائے یہ بھی اچھا ہے لیکن یہ کہنا کہ فلاں وقت نوجوان ریڈیو نہیں سنتے سو فی صد تو یقینی نہیں ہو سکتا۔ بہر حال صحیح راستے پر ایک قدم ہے اور دنیا کی دیگر حکومتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اس قسم کے قانون اپنے اپنے ملک میں لاگو کریں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

یہ احمدی مستورات کا فرض ہے کہ دنیا پر ثابت کر دیں کہ باوجود پردہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہم کسی بھی طرح ترقی کرنے اور نیکیوں کے کرنے سے محروم نہیں رہے۔

لجنہ اماء اللہ کو ایک متفقہ لائحہ عمل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک دینی اقدار کی ستائش کا تعلق ہے۔ انہیں اس بات کی نگرانی بہت احتیاط سے کرنی چاہیئے۔

پردہ عورتوں کی عفت کی حفاظت کے لئے ہے۔ کسی بھی انسانی دائرہ میں خواتین کی بامعنی اور صحت مند شرکت میں روک نہیں بنتا۔ یہ بات ہے جو سمجھائی جانی ضروری ہے

اگر کوئی خاتون لیڈی ڈاکٹر ہے۔ اس کو مختلف اپریشن اور تجربات وغیرہ کرنے پڑتے ہیں۔ اُس کو پورا حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسا لباس استعمال کرے جو کہ اس کے پیشہ کے مناسب ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اسی لباس میں گھروں میں جائے اور سڑکوں پر نکلے۔

اگر والدین اس روح کو اختیار نہیں کر رہے۔ تو اولاد ان سے ایک۔ دو۔ تین اور دس قدم آگے جا سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالسمیع خان
استاذ جامعہ احمدیہ

گھر ٹوٹ رہے ہیں

انسان لذتوں کی تلاش میں بہت دُور نکل گیا ہے۔ اتنی دُور کہ جس خوشی اور اطمینان کے لئے اس نے اپنی کارکردگی اور محنت میں ہزاروں گنا اضافہ کیا ہے وہ خوشی اور خوشحالی اس سے زیادہ رفتار سے اس سے دور ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس بے سکونی کی ایک بڑی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان "گھر" کو بھول بیٹھا ہے اور گھر کے سکون بخش ماحول کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ گھریلو نظام کو توڑ دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو بشاشت اور سچی خوشی انسان کو اپنے والدین، بیوی بچوں، عزیز رشتہ داروں کے ساتھ ملنے جلنے اور ان کے ساتھ دلی رابطوں میں مل سکتی ہے وہ کہیں اور نہیں مل سکتی۔ اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ مگر پہلے مغرب نے اس ماحول کو خیر باد کہا اور اس کی دیکھا دیکھی اب مشرق بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔ گو دونوں کی وجوہ مختلف ہیں مگر نتیجہ ایک ہی ہے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر ارشاد فرمایا تھا کہ "رحمی رشتوں کو قطع کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ یہ محرومی صرف آخرت میں نہیں بلکہ دنیا میں بھی اس گھریلو جنت سے محرومی ہے جو صلہ رحمی اور پاکیزہ رشتوں سے تشکیل پاتی ہے۔

اس جنت سے ناشکرا انسان کس طرح محروم ہو رہا ہے۔ اس کو جانچنے کے بہت سے پیمانے ہیں۔ بے راہ روی، قتل و غارت اور خودکشی اس کے لازمی نتائج اور پیمانے ہیں مگر ایک بہت ہی دکھ بھرا پہلو "طلاق" کی بڑھتی ہوئی شرح سے ابھرتا ہے اس کے کچھ اعداد و شمار ملاحظہ ہوں۔

برطانوی معاشرہ

دنیا میں اس وقت طلاق کی سب سے زیادہ شرح برطانیہ میں ہے جہاں ہر سال ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ جوڑے ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔

(جنگ ۳ اگست ۸۸ء)

۱۸۵۷ء سے پہلے ۱۵۰ سال میں صرف ۲۳۴ طلاقیں ہوئیں جواب لاکھوں کے زمرے میں داخل ہو رہی ہیں۔

۱۹۷۶ء میں طلاقوں کی تعداد ایک لاکھ ۲۶ ہزار تھی جو ۱۹۸۱ء میں بڑھ کر ایک لاکھ پچھتر ہزار ہو گئی۔

(جنگ میگزین ۷ اپریل ۸۹ء)

برطانیہ میں چار دیواری کی دنیا کے امور کے ماہر رچرڈ وٹفیلڈ نے اس صورت حال پر تبصرہ کیا ہے۔

"ہمارے معاشرے میں پھینک دینے کا رجحان بڑھ گیا ہے۔ لوگ جذباتی تعلقات اور رشتہ داریوں کو یوں توڑ پھینکتے ہیں جیسے پرانی کار یا گھر کی کوئی فالتو چیز بیچی جاتی ہے یا پھینک دی جاتی ہے"۔

(حکایت جولائی ۸۸ء صفحہ ۷۶)

یہ صورت حال یقیناً پورے معاشرہ کے لئے نہایت سنگین ہے۔ اسی لئے برطانوی اخبارات کے مطابق حکومت ملک میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح سے سخت پریشان ہے اور طلاق کے خلاف اعلان جنگ کرنے والی ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک قانون نافذ کرنے پر غور ہو رہا ہے جس کے تحت اعلیٰ سطح پر مصالحتی کمیٹیاں قائم کی جائیں گی جو طلاق کے خواہاں جوڑوں کو علیحدگی سے روکنے کی بھرپور کوشش کریں گی۔ اور طلاق لینے اور دینے والوں پر لازم ہوگا کہ وہ پہلے کمیٹی کے ارکان کو مطمئن کریں کہ ان کی طلاق ناگزیر ہے۔

خبروں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ برطانیہ میں طلاق حاصل کرنے والے جوڑے طلاق کے بعد خود بھی پشیمان ہوتے ہیں کہ انہوں نے معمولی بات پر ناراض ہو کر کیوں طلاق حاصل کر لی۔

(نوائے وقت ۸ اکتوبر ۸۹ء صفحہ ۳)

جو گھر اس وقت قائم ہیں ان کی صورت حال یہ ہے ۸۰٪ برطانوی خواتین اپنی ساسوں کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتیں اور جو بادل ناخواستہ رہتی ہیں ان میں ۵۸٪ کی مستقل لڑائی جاری رہتی ہے

(جنگ ۱۴ جولائی ۸۸ء)

امریکہ کی صورت حال

امریکہ میں ہر سال جتنی شادیاں ہوتی ہیں ان میں سے نصف طلاقیں ہو جاتی ہیں ۱۹۸۲ء میں کل شادیاں ۲۴,۹۵,۰۰۰ ہوئیں جن میں ۱۱,۰۰,۰۰۰ طلاقیں ہوئیں یہ شرح ۴۴٪ بنتی ہے۔ ۱۹۸۶ء میں یہ شرح بڑھ کر ۴۸٪ ہو گئی۔

(جنگ میگزین ۷ اپریل ۸۹ء)

ریڈرز ڈائجسٹ کی رپورٹ ہے کہ امریکہ میں ہر ۱۸ سیکنڈ میں ایک عورت ماری جاتی ہے۔ کبھی اپنے شوہر کے ہاتھوں اور کبھی اپنے دوست لڑکے کے ہاتھوں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ان میں سے دس لاکھ سے زیادہ عورتوں کو ہر سال طبی امداد کی ضرورت پڑتی ہے اور ان میں سے ہر روز چار عورتیں مر جاتی ہیں۔

(قومی ڈائجسٹ جولائی ۸۹ صفحہ ۶۲)

ایک اور سروے کے مطابق امریکہ میں ہر پندرہ منٹ بعد کوئی خاوند یا بوائے فرینڈ اپنی بیوی یا داشتہ کو جسمانی تشدد کا نشانہ بناتا ہے۔ اس لئے امریکہ میں ہر چوتھی عورت مطلقہ ہے اور اسی لئے ہر چوتھی فیملی میں ون پیرنٹ چائلڈ (ایک بچہ جس کی صرف ماں ہو یا صرف باپ) موجود ہے

(حکایت اگست ۸۹ صفحہ ۱۴۳)

آج امریکہ میں جو بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ انہیں ۱۸ سال تک صرف ماں یا باپ کے ساتھ رہنا پڑے گا اور وہ گھریلو زندگی سے محروم رہیں گے۔

امریکہ کے بین الاقوامی شہرت یافتہ سوشیالوجسٹ مرے سٹراس کہتے ہیں۔

"کسی بھی امریکی شہری کے لئے خواہ وہ امیر ہے یا غریب سب سے زیادہ خطرناک جگہ گھر ہے۔ جہاں چھیڑ بازی سے لے کر قتل تک کی وارداتیں ہوتی ہیں"۔

امریکہ میں خاوندوں کو مارنے والی بیویوں کی تعداد ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہے جبکہ بیویوں کو مارنے والے خاوند ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ ہیں۔

(حکایت اگست ۸۷ صفحہ ۶)

اور معاملہ طلاق پر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ ۲۰٪ جوڑے علیحدگی کے باوجود لڑتے ہیں۔

(جنگ ۳۰ جولائی ۸۸)

کینیڈا اور جرمنی

کینیڈا میں ۱۹۸۷ء میں ۷۸۱۶۰ طلاقیں ہوئیں۔

(جنگ ۶ جون ۸۸)

گھریلو نظام کی ناپائیداری اور طلاق کے مسائل سے گھبرانے والوں نے یہ حل نکالا ہے کہ شادی کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے سابقہ مغربی جرمنی میں ۲۵ لاکھ مرد اور عورتیں بغیر شادی کے اکٹھے رہ رہے تھے۔ دس سال قبل ان کی تعداد اڑھائی لاکھ تھی جو دس سال میں دس گنا بڑھ گئی۔

(حکایت مئی ۸۸ صفحہ ۱۹۰)

روس اور چین کا جائزہ

روس میں ہر دوسری شادی طلاق پر منتج ہوتی ہے۔ ۱۹۸۷ء میں ۹۲۵۰۰ شادیاں ہوئیں جن میں سے ۴۰۵۰۰ جوڑے ایک دوسرے سے اسی سال الگ ہو گئے

(نوائے وقت ۱۱ اگست ۸۸ء)

چین میں ۱۹۸۷ء میں ۵ لاکھ جوڑوں نے طلاق حاصل کی جو ۱۹۸۸ء میں ۶ لاکھ ۳۰ ہزار تک پہنچ گئی۔ طلاق کی شرح میں اضافہ کی وجہ میاں بیوی کا عائلی زندگی سے مطمئن نہ ہونا ہے (جنگ میگزین ۱۴ اپریل ۸۸)

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ چین میں ہر پانچ میں سے ۴ اموات خودکشی سے ہوتی ہیں اور ان میں سے نصف واقعات عائلی اور خاندانی زندگی میں تنازعات کی وجہ سے ہوتے ہیں اور ان میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی ہے

(مساوات ۱۹ جنوری ۸۹)

بھارت

دہلی ہائی کورٹ کے رجسٹرار کا کہنا ہے کہ ۱۹۶۵ء میں ان کے پاس طلاق کے ایک یا دو کیس تھے۔ ستر کے عشرے میں ان کی تعداد ۱۵، ۲۰ ہو گئی اور اب ۱۰۰ سے زیادہ ہو گئی ہے اور بڑھ رہی ہے۔

ایک وکیل کا کہنا ہے کہ اس نے پچھلے ۸ سالوں میں طلاق کے ۲۰۰ کیس لئے۔ اس کے مطابق ان کیسوں میں ۵۰ فیصد اضافہ ہو گیا ہے۔ پہلے زمین کے جھگڑے زیادہ پیش ہوتے تھے اب شادی کے کیس زیادہ ہو گئے ہیں۔ (حکایت اگست ۸۷ صفحہ ۲۰)

پاکستان

پاکستان میں ۱۹۸۸ء میں ۱٬۸۸٬۳۲۶ عورتوں کو طلاق ہوئی جن میں سے ایک لاکھ پچیس ہزار عورتوں کا تعلق شہروں سے تھا۔ جبکہ ۶۲ ہزار عورتیں دیہاتوں سے تعلق رکھتی تھیں۔

طلاق حاصل کرنے والی عورتوں میں ۲۷ ہزار عورتیں ڈاکٹر، انجینئر، ایم اے اور اسی نوعیت کی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں جبکہ ایف اے سے بی اے تک کی تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد ۱۶ ہزار تھی۔ ایئر ہوسٹسوں اور بیوٹی پارلروں اور اسی قسم سے تعلق رکھنے والی عورتیں ۵ ہزار اور فلم ٹی وی ریڈیو اور اسی قسم کے فنون سے تعلق رکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والی عورتیں ۲ ہزار تھیں۔

سروے کے مطابق شہری عورتوں کی طلاق کا سبب ان کا احساس برتری سماجی فرق، عدم ذہنی ہم آہنگی اور مزاج میں بے باکی و آزادی ہے جبکہ دیہاتی عورتوں کی طلاق کی عمومی وجہ مالی کمزوری گھریلو اور خاندانی جھگڑے ہیں۔

(جنگ میگزین ۷، اپریل ۸۹ ص۱۱)

بنگلہ دیش

بنگلہ دیش میں طلاق کے بارے میں کئے جانے والے ایک سروے سے یہ بات منظر عام پر آتی ہے کہ وہاں جہیز کے لالچی شوہر ہر سال شادی کے ۲ لاکھ بندھن توڑ دیتے ہیں تاکہ دوسری شادی کر کے زیادہ سے زیادہ جہیز حاصل کریں۔

معلوم ہوا ہے کہ وہاں ۶۰٪ طلاقیں محض جہیز کے جھگڑے کی وجہ سے ہوتی ہیں

(جنگ میگزین ۷، اپریل ۸۹)

ایک سروے سے معلوم ہوا ہے کہ بنگلہ دیشی عورتوں میں خودکشی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ڈھاکہ اور اس کے گرد و نواح میں ۸۹ء کے پہلے ۱۰ ماہ میں ۲۰۰ عورتوں نے خودکشی کی۔ ان میں سے نصف گھریلو خواتین تھیں

بتایا گیا ہے کہ خودکشی کے ایک چوتھائی واقعات جہیز کی وجہ سے ہوئے یا شادی کے دیگر مسائل کی وجہ سے انہیں خودکشی پر مجبور ہونا پڑا۔

(جنگ ۲۱، نومبر ۸۹)

افریقہ

کینیا کی ایک چودہ سالہ لڑکی جس کی شادی سو سالہ بڈھے سے ہوئی نے کہا کہ بوڑھے شوہر اچھے ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ پیٹتے نہیں یا شاید پیٹنے کے قابل نہیں ہوتے۔

(جنگ میگزین ۷، اپریل ۸۹ ص۱۱)

افریقہ کی کمسن ٹریسیا کی داستان کتنی المناک ہے۔ اس کی عمر ۹ سال ہے مگر اب تک اس کی تین شادیاں ہو چکی ہیں۔ اور وہ دو بچوں کی ماں ہے۔ زیمبیا کے ایک قصبہ میں رہنے والی یہ لڑکی بالآخر گھر سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

اس کے باپ نے اس کی شادی ۳۰ سالہ ماہی گیر سے کی جبکہ اس کی عمر صرف سات سال کی تھی۔ خاوند نے اسے سکول جانے سے روک دیا۔ کچھ عرصہ بعد ماہی گیر ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ تو ایک ہفتہ بعد اس کی دوسری شادی کر دی گئی۔ چالیس سالہ دوسرا شوہر اس کی بری طرح پٹائی کرتا تھا۔ ٹریسیا دو بچوں کی ماں بن چکی تھی کہ اس کی تیسری شادی کر دی گئی۔ اور وہ تنگ آکر گھر سے نکل کھڑی ہوئی۔

(جنگ ۲۳، جنوری ۸۷)

علاج

کوئی فرد اپنا گھر خوشی سے نہیں چھوڑتا۔ کسی ایک طرف سے یا دونوں طرف سے ایسے حالات پیدا کر دیئے جاتے ہیں کہ دونوں کا اکٹھا رہنا ممکن نہیں ہوتا مگر ایسا کر کے بھی انسان اکثر و بیشتر خوشی سے محروم رہتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

حلال چیزوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے ناپسند امر طلاق ہے۔

لیکن دنیا میں طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے مسائل تو سر چکرا دیتے ہیں۔ اس صورت حال کا حل کیا ہے۔ اس کا خلاصہ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کی زبان مبارک سے پیش کرتا ہوں۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب فرماتے ہیں۔

"گھر آج مغرب میں بھی ٹوٹ رہے ہیں اور گھر آج مشرق میں بھی ٹوٹ رہے ہیں۔ اور گھروں کو بنانے والا صرف ایک ہے اور وہ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں۔ آپ ہی کی تعلیم ہے جو مشرق کو بھی سدھار سکتی ہے اور مغرب کو بھی سدھار سکتی ہے اور آج کی دنیا میں امن کی ضمانت ناممکن ہے جب تک گھروں کے سکون اور بچوں کے اطمینان اور گھروں کے اندرونی امن کی ضمانت نہ دی جائے۔"

(مصباح ستمبر ۹۰ ص۱۶)

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ فرماتے ہیں

"ہر ایک بات میں اس خدا کے آگے جس کے ہاتھ میں مال۔ جان۔ اخلاق و عادات اور ہر ایک طرح کا آرام ہے بہت بہت استغفار کرے اور بے پرواہی سے کام نہ لے خواہ وہ انتخاب لڑکی کا ہو یا لڑکے کا۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۳۔ ستمبر ۱۹۰۷ء)

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ اہلیہ محترم میاں محمد ابراہیم صاحب جموّی ۲۳، دسمبر سے دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں داخل ہیں۔

○ مکرم محمد یعقوب صاحب۔ کٹاس ضلع چکوال کی بیٹی محفوظہ بیگم دانتوں کی خرابی اور شدید سر درد کی وجہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔

○ مکرم عبد المجید صاحب ڈیوس روڈ لاہور کا بیٹا بیمار ہے۔ انہیں کچھ پریشانیاں بھی لاحق ہیں۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سانحہ ارتحال

مکرم حمید احمد صاحب خالد۔ ایم اے کی خوشدامن محترمہ حسن بی بی صاحبہ زوجہ مکرم مہر اللہ دتہ صاحب آف وریو وال حال فیصل آباد مورخہ ۱۶، دسمبر رات ساڑھے نو بجے وفات پا گئیں۔ آپ دل کے عارضہ میں مبتلا تھیں۔ اگرچہ بظاہر صحت اچھی تھی لیکن یہ حملہ جان لیوا ثابت ہوا اور چند منٹوں میں ہی اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

آپ کی عمر تقریباً ۷۵ سال تھی۔ موصوفہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ مکرم سلطان محمود انور صاحب نے بیت المبارک میں نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مولانا محمد سعید صاحب انصاری نے دعا کرائی۔

موصوفہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز اور جماعتی عہدیداران کا احترام کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ کی ایک نمایاں خوبی اپنے خاوند کے ساتھ حد درجہ وفا کا تعلق تھا۔ کیونکہ جب انہوں نے احمدیت قبول کی تو آپ کی اہلیہ نے باوجود احمدی نہ ہونے کے آپ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ بعد میں خود بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق مل گئی۔

آپ نے اپنی یادگار پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں (سب شادی شدہ) اور اسی کے قریب نواسے نواسیاں و پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں

تمام احباب کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ خاص طور پر ان کے سب سے چھوٹے بیٹے عزیزم انعام اللہ صاحب جو دل کے مریض ہیں اور محترم مہر اللہ دتہ صاحب جو صاحب فراش ہیں ان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر اور ہمت سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔

○ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب ابن مکرم منشی سربلند صاحب مختصر سی علالت کے بعد ۲۳، نومبر ۱۹۹۰ء کو لاہور ہسپتال میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب درد کے سب سے بڑے داماد اور مکرم چوہدری احمد جان صاحب راولپنڈی کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اسی روز آپ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ بیت مبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہونے پر مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

موصوف کی اہلیہ محترمہ ہاجرہ درد صاحبہ کچھ عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ اس صدمے کی وجہ سے ان کی طبیعت اور بھی خراب ہو گئی ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح

عزیزہ امۃ الواسع طاہر صاحبہ بنت مکرم طاہر احمد خان تنویر صاحب اسسٹنٹ الیکٹریکل مینیجر پاک سعودی فرٹیلائزرز لمیٹڈ میرپور ماتھیلو کا نکاح مکرم دبیر احمد صاحب مغل ولد مکرم بشیر احمد صاحب مغل آف جیکب آباد سے مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر ۲۱۔ ستمبر ۱۹۹۰ء کو مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب نے پڑھا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے۔

چندہ وقف جدید کی جمع شدہ رقوم جلد بھجوائیں

(ناظم مال وقف جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا سلطان محمود انور
ناظر اصلاح و ارشاد

احباب جماعت کی خدمت میں

پیارے بھائیو اور بہنو!

اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر قسم کے غیر اللہ کے شر سے کلیۃً محفوظ رکھے۔

جب دسمبر کے آخری ایام آئیں تو دنیا بھر کے احمدیوں اور خصوصاً پاکستان کے احمدیوں اور پھر خاص طور پر اہل ربوہ کے دلوں میں ایک اضطرابی کیفیت قدرتی طور پر پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہ ایام گذشتہ ایک صدی بھر کے عرصہ میں احمدیوں کے جلسہ سالانہ کے ایام شمار ہوتے رہے ہیں اور ان مبارک دنوں کی ہر احمدی کو نہایت بے قراری سے انتظار رہتی ہے۔ لیکن اہل مرکز جلسہ سالانہ کے تعلق میں بوجہ لاکھوں مہمانوں کی میزبانی کا شرف پانے کے جلسہ کے پیش نظر طرح طرح کی تیاریاں کرتے ہیں اور یہ عمل ۱۸۹۱ء سے جاری چلا آ رہا ہے۔ لیکن مشیّتِ ایزدی اسے سمجھنا چاہیئے کہ گذشتہ چند سال سے جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کا سالانہ جلسہ ربوہ میں منعقد نہیں ہو رہا۔ امسال بھی ایک اخباری اطلاع کے مطابق (جس کی تاحال حکومت کی طرف سے تردید نہیں ہوئی) جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اجازت نہیں دی گئی۔ جلسہ سالانہ کی برکات کے ـــــ کئی پہلو ہیں۔ اور حکومت سے اجازت نہ ملنے کے باعث بے شک جلسہ کا انعقاد نہیں ہو سکے گا۔ لیکن جلسہ کی تاریخی روایات اور محبت بھری یادوں کو تازہ رکھنے میں کوئی قانون مانع نہیں۔ اس لئے میں جملہ احباب جماعت اور اہالیانِ ربوہ سے محبت بھری اپیل کرتا ہوں کہ وہ حسب معمول ان ایام کو وہ رنگ دینے کی کوشش کریں کہ جس سے ایک طرف جلسہ کی زیادہ سے زیادہ برکات کا سلسلہ بدستور جاری و ساری رہے اور دوسری طرف ہمارے رحیم و کریم خدائے بزرگ و برتر کی شفقت اور رحم کی نظر ہم پر ہو۔ اس کے لئے حسب ذیل امور خاص طور پر آپ سب کی توجہ چاہتے ہیں:

۱۔ یہ ایام خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعاؤں میں صرف کریں آپ جہاں بھی ہوں۔ دعاؤں میں لگ جائیں۔

۲۔ لغو مشاغل اور مجالس میں اپنے اوقاتِ عزیزہ کو ہرگز ضائع نہ کریں۔

۳۔ آپس میں میل ملاپ اور پیار و محبت کی فضا کو مزید بڑھانے کے لئے خصوصی اقدامات کریں۔

۴۔ باہمی رنجشیں۔ کشیدگیاں اور ناراضگیاں محض للہ اپنے دلوں سے نکال دیں۔

۵۔ گھروں میں اپنے بچوں اور نئی نسل کو خصوصیت کے ساتھ جلسے کی حسین روایات سُنائیں اور اپنی مجالس میں جلسہ سے وابستہ نعماء اور افضالِ خداوندی کا کثرت سے تذکرہ کریں۔

۶۔ اہلِ ربوہ اپنے گھروں اور گلی کوچہ کی صفائی اور تزئین کا خاص اہتمام کریں۔

۷۔ گلیوں کی صفائی۔ نالیوں کی درستگی۔ رستوں کا ہموار کرنا اور گلیوں میں روشنی کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے۔ جس طرح ہمیشہ جلسہ کے مبارک ایام میں آپ کرتے رہے ہیں۔

۸۔ ان مبارک ایام میں ربوہ کے ماحول کو ہر جہت سے پیار۔ امن۔ سکون۔ ذکرِ الٰہی۔ ہمدردی اور خیر خواہی والا بنا دیں۔

۹۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ راتوں کو اسی طرح ذکر و عبادت سے روشن اور زندہ رکھیں۔ جس طرح ہم ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

۱۰۔ اپنے نہایت ہی پیارے آقا کی صحت و سلامتی۔ درازیٔ عمر اور کامیاب مراجعت کے لئے اپنے قادر و توانا خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپا دعا بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور ہماری عاجزانہ مناجات کو شرفِ قبولیت بخشے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیر اعظم اور لیڈر آف دی اپوزیشن بے نظیر بھٹو کے درمیان ورکنگ ریلیشنز کے معاہدہ کے لئے ۹ نکات پر اتفاق ہو گیا ہے۔ ان نکات میں ۸ ویں ترمیم میں صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن پیدا کرنا، انتخابی قوانین میں تبدیلی۔ شریعت بل میں دوسرے فرقوں اور پارٹیوں کے لئے قابلِ قبول شقیں شامل کیا جانا شامل ہیں۔

○ قومیائے گئے بینکوں، مالیاتی اداروں اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افسروں، ڈائریکٹرز کی تنخواہوں میں ۳۲۵ سے لے کر ۲۳۰۵ روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے

○ قومی اسمبلی نے حکومتی بنچوں کی طرف سے پیش کی جانے والی ایک قرارداد منظور کر لی ہے۔ کہ مزدور کی تنخواہ ۳۰۰۰ روپے ماہانہ مقرر کی جائے۔

○ اسلامی جمہوری اتحاد سے تعلق رکھنے والے ارکان قومی اسمبلی کی بڑی تعداد نے صدر سے اسمبلی توڑنے کا اختیار واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ خلیج تعاون کونسل کے چھ ملکوں نے اپنے سربراہی اجلاس میں عراق سے کہا ہے کہ وہ ۱۵ جنوری سے پہلے کویت کو خالی کر دے سعودی فرمانروا شاہ فہد نے خاص طور پر صدر صدام حسین سے اپیل کی کہ وہ ضد چھوڑ کر امن کی راہ اپنائیں ورنہ بربادی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔

○ سری لنکا میں کئی مقامات پر سرکاری فوج اور تامل چھاپہ ماروں کے درمیان جھڑپوں میں ایک فوجی سمیت پندرہ افراد ہلاک ہو گئے۔

○ وسطی انگلستان میں شدید سردی بارش اور برقی رو بند ہو جانے کی وجہ سے سینکڑوں لوگوں کا کرسمس بے ذائقہ ہو کر رہ گیا۔ گذشتہ طوفان باد باراں جس کے دوران ۱۸ افراد ہلاک ہو گئے تھے میں فیل ہونے والے بجلی کے نظام کو درست کیا جا رہا تھا کہ دوبارہ طوفان آگیا اور کئی گھنٹوں کے لئے پھر بجلی بند ہو گئی۔

○ سوویت وزیرِ اعظم نکولائی رائزکوف کو دل کا دورہ پڑا ہے تاہم ان کی حالت خطرے سے باہر ہے مسٹر رائزکوف کی عمر ۶۱ سال ہے اور وہ ۱۹۸۵ء سے وزیرِ اعظم چلے آرہے ہیں۔

○ روس میں قحط سالی اور اقتصادی بدحالی سے مجبور ہو کر روسی حکومت نے بچت کے ایک وسیع پروگرام پر فوری عمل شروع کر دیا ہے۔ تمام سفارت کاروں پر شراب پینے پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔

آئیڈیل پبلک سکول ربوہ
۳۵/۷ دارالرحمت غربی (سابقہ عمارت دفتر الفضل) ربوہ میں
داخلے جاری ہیں
نرسری تا پنجم ..... برائے طلباء و طالبات
ششم ...... صرف طالبات کیلئے
پر سکون باپردہ ماحول میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے آپ کا اوّلین انتخاب
(ایڈمنسٹریٹر)

حصولِ روزگار کا نادر موقعہ
ربوہ کے طلباء کیلئے خصوصی رعایت
لاہور شہر میں اردو، انگلش کمپیوٹر کمپوزنگ آپریٹر کا کورس صرف دو ماہ میں مکمل کر کے جاب کی یقینی پیشکش حاصل کریں۔ معیار: کم از کم میٹرک کے ساتھ انگلش ٹائپ کا جاننا ضروری ہوگا
سلور لنک کمپوزنگ سنٹر
رضیہ محل نمبر ۲ رائل پارک لاہور فون: ۸۶۹۸۸۷
ربوہ میں رابطہ: انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر اینڈ کامرس
ریلوے روڈ۔ ربوہ
فون: ۳۴۳